تا خلافت کی بنا دُنیا میں ہو پھر اُستوار لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تحریک خلافت پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ

لاہور

ندائے خلافت

بانی : اقتدار احمد مرحوم ۲۰ تا ۲۶ جولائی ۲۰۰۰ء مدیر : حافظ عاکف سعید

نظامِ کائنات عدل سے وابستہ ہے

اللہ تعالیٰ نے نظام کائنات کے قیام و قرار میں بھی عدل کے اصول کو کار فرما رکھا ہے۔ عدل یعنی ترتیب و توازن ایسا آفاقی اصول ہے کہ مادہ کی نامیاتی یا غیر نامیاتی اشکال بھی اس اصول کے تحت اپنی بقا اور وجود کو قائم رکھے ہوئے ہیں۔ پانی اور ہوا جو کہ قدرت کے بیش قیمت انعامات ہیں ان کا کیمیائی تجزیہ ثابت کرتا ہے کہ وہاں بھی توازن موجود ہے۔ جب تک ہائیڈروجن کے دو سالمے آکسیجن کے ایک سالمہ کے ساتھ مخصوص حالت میں نہ ملائے جائیں پانی وجود میں نہیں آسکتا۔ ایسے ہی مثال ہوا کی ہے اس میں بھی مختلف عناصر یعنی آکسیجن' نائٹروجن اور کاربن ڈائی آکسائیڈ وغیرہ میں خاص تناسب موجود ہے۔ جو نہ صرف حیاتِ انسانی کے لئے اہم ہے بلکہ نباتات و حیوانات کے لئے بھی اہم ہے۔ اگر کاربن ڈائی آکسائیڈ کی مقدار زیادہ ہو جائے تو زندگی ناممکن ہو جائے۔ انسانی جسم میں مختلف عناصر کی کمی بیشی سے مختلف عوارض اور امراض پیدا ہوتے ہیں۔

قصہ مختصر' کارخانۂ ہستی کا سارا نظام اعتدال و توازن پر قائم ہے۔ حسن و جمال کیا ہے' تناسب و اعتدال میں ایک کیفیت کا نام ہے۔ اگر انسان میں ہے تو وہ خوبصورت انسان ہے' نباتات میں ہے تو وہ پھول ہے' عمارت میں ہے تو تاج ہے۔ نغمہ کی حلاوت کیا ہے؟ سروں کی ترکیب و اعتدال۔ ایک سر بھی بے محل ہو تو نغمے کی کیفیت جاتی رہے۔

اللہ تعالیٰ نے جس طرح کائنات کی بنیاد توازنِ عدل پر قائم کی ہے۔ اسی طرح انسان کو یہ موقع بخشا ہے کہ وہ مظاہر فطرت سے از خود سبق سیکھ کر اپنی معاشرتی' سیاسی' معاشی زندگی کی اساس بھی اسی اصول کے تابع کرے۔

یہی وجہ ہے کہ تاریخ کے مختلف ادوار میں انبیاء کرام علیہم السلام کے ذمہ یہ کام سونپا گیا کہ وہ انسان کو عدل کے مفہوم سے آگاہ کریں۔

﴿لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ﴾ ط

"ہم نے اپنے رسولوں کو صاف صاف نشانیوں اور ہدایات کے ساتھ اور ان کے ساتھ کتاب اور میزان نازل کی تاکہ لوگ انصاف پر قائم ہوں۔"

(اوصاف علی خان کی کتاب "حقوق العباد" سے اقتباس)

اس شمارے میں

☆ اداریہ 2

☆ امیر محترم کا خطابِ جمعہ 3

☆ مرزا ایوب بیگ کا تجزیہ 4

☆ گلوبلائزیشن اور لوکلائزیشن 6

☆ تکلم بالقرآن 9

☆ کاروانِ خلافت منزل بہ منزل 11

☆ متفرقات ✪

نائب مدیر :

فرقان دانش خان

معاونین :

☆ مرزا ایوب بیگ

☆ نعیم اختر عدنان

☆ سردار اعوان

نگران طباعت :

☆ شیخ رحیم الدین

پبلشر : محمد سعید اسعد

طابع : رشید احمد چوہدری

مطبع : مکتبہ جدید پریس۔ ریلوے روڈ' لاہور

مقام اشاعت : 36۔ کے' ماڈل ٹاؤن لاہور

فون : 3-5869501 فیکس : 5834000

سالانہ زرِ تعاون ۔/175 روپے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

حافظ عاکف سعید

دستور میں اسلامی دفعات کی بحالی ـــــ ایک خوش آئند قدم

موجودہ حکومت جس میں چیف ایگزیکٹو کی حیثیت جنرل پرویز مشرف کو حاصل ہے' کے بارے میں اوّل روز سے یہ تاثر پایا جاتا تھا کہ یہ سیکولر مزاج حکومت ہے' پاکستان کی نظریاتی بنیاد یعنی اسلام اور نفاذ شریعت سے اسے کوئی دلچسپی نہیں ہے بلکہ خالص سیکولر انداز میں امورِ مملکت چلانا اس کے پیش نظر ہے۔ حکومت کے عمومی رویئے اور بعض اقدامات کے نتیجے میں یہ تاثر گزشتہ نو ماہ کے دوران مزید پختہ ہوا اور ان شبہات کا اظہار بھی دبے لفظوں میں کیا جانے لگا کہ فوجی حکومت کے ذریعے آئین پاکستان کو معطل کروانا دراصل آئین میں شامل اسلامی دفعات کے خلاف ایک گہری سازش کا حصہ ہے جس کے ڈانڈے امریکی ایجنڈے سے جا ملتے ہیں۔ ان شکوک و شبہات کو مزید تقویت اس وقت حاصل ہوئی جب چیف ایگزیکٹو جنرل پرویز مشرف نے تحفظ ناموس رسالتؐ کے قانون میں طریق کار کی تبدیلی کا عندیہ دیا اور اہم ملکی عہدوں پر ایسے امپورٹڈ قسم کے اباحیت پرست افراد کو لا بٹھایا جو ماضی میں آئین کی اسلامی دفعات اور ملک کے اسلامی تشخص پر ہمیشہ معترض رہے ہیں اور اس بارے میں اظہارِ ناپسندیدگی کرتے رہے ہیں۔ اس جلتی پر تیل کا کام وزیر داخلہ معین الدین حیدر کے اس بیان نے کیا جس میں دینی مدارس کے خلاف کریک ڈاؤن اور ملک کو سیکولر سٹیٹ بنانے کے عزم کا اظہار کیا گیا تھا۔

اس تناظر میں دینی عناصر اور اسلام پسند طبقات کا اضطراب بلا جواز نہ تھا۔ چنانچہ دینی جماعتوں اور تحریکوں کی جانب سے یہ مطالبہ شدت پکڑنے لگا کہ حکومت آئین میں شامل اسلامی دفعات کی بحالی کا واضح اعلان کرے تاکہ ان شکوک و شبہات کا ازالہ ہو سکے جو ملک کے دینی عناصر ہی نہیں اسلام کے شیدائی عوام کو بھی پریشان کئے دے رہے تھے۔ حکومت کا یہ طرزِ عمل بلاشبہ ناقابل فہم تھا کہ آئین کی بعض دفعات کو تو بحال رکھا گیا لیکن اسلامی دفعات کو مسلسل معرض التوا میں ڈال کر ایک غیر یقینی صورتحال مسلسل نو ماہ تک برقرار رکھی گئی ـــــ بہرکیف "دیر آید درست آید" کے مصداق چیف ایگزیکٹو جنرل پرویز مشرف کے حال ہی میں جاری کردہ عبوری آئینی ترمیمی حکم کے ذریعے غیر یقینی کے وہ بادل اب چھٹ گئے ہیں۔ اس ترمیمی حکم کے تحت اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین میں شامل قراردادِ مقاصد' عقیدۂ ختم نبوت' وفاقی شرعی عدالت اور مسلمان کی تعریف سمیت تمام اسلامی دفعات کو تحفظ دے دیا گیا ہے۔ ترمیمی حکم میں یہ کہا گیا ہے کہ آئین کے آرٹیکل ۲۔اے' ۳۱' ۲۰۳ اے تا جے' ۲۲۷ سے ۲۳۱ اور ۲۶۰ (۳) اے بی کا نفاذ جاری رہے گا اور یہ سمجھا جائے گا کہ یہ ہمیشہ سے نافذ العمل رہی ہیں۔ ان میں سے کوئی شق نہ تو التوا میں تھی اور نہ کبھی رکھی گئی ـــــ اس ترمیمی حکم پر کسی بھی باشعور مسلمان کا تبصرہ اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ : "فالحمدللّٰہ علی ذٰلک"۔

یہ بات یقیناً قابل مبارکباد اور لائق تحسین ہے کہ فوجی حکومت نے ملک کے دینی و مذہبی طبقات کے جذبات و احساسات اور عوامی امنگوں کا بجا طور پر ادراک کرتے ہوئے دستور میں اسلامی دفعات کی بحالی کا اعلان نہایت واضح اور دو ٹوک انداز میں کیا ہے اور اس ضمن میں مخالف کیمپ کی جانب سے کسی دباؤ خواہ وہ اندرونی ہو یا بیرونی' کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے سبکی کے احساس کو بھی آڑے نہیں آنے دیا۔ حالانکہ اس سے قبل تحفظ ناموس رسالت کے قانون کے حوالے سے دینی و مذہبی طبقات کے مقابلے میں حکومتی پسپائی' جو ہمارے نقطہ نگاہ سے مثبت سوچ اور درست طرز عمل کی آئینہ دار تھی' کو بھی عالمی پریس میں تمسخر و استہزاء کا نشانہ بنایا گیا تھا' بلکہ ملک کے مغرب زدہ سیکولر عناصر نے بھی اس پر حکومت کو مطعون کیا تھا اور اس "پسپائی" پر صدائے احتجاج بلند کی تھی۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ دستور میں اسلامی دفعات کی بحالی پر بھی یہ مغرب سے مرعوب' مغربی ثقافت کے دلدادہ سیکولر طبقات نوحہ کناں ہیں۔ ان طبقات نے پاکستان کے انگریزی روزناموں کو اپنے جذبات کے اظہار اور سیکولر نظریات کے فروغ کا ذریعہ بنایا ہے اور ملک کی نظریاتی بنیادوں کو ڈھانے پر کمر کس رکھی ہے ـــــ ہمیں خوشی ہے کہ اس کے باوجود کہ سول اور فوجی بیورو کریسی ہی نہیں حکومتی ایوانوں میں بھی سیکولر مزاج کے لوگ غالب اکثریت میں ہیں اور غیر معمولی اثر انگیزی کی صلاحیت رکھتے ہیں' حکومت بالآخر ملک کے عوام کی عظیم اکثریت کے دینی و مذہبی جذبات اور اسلام سے وابستگی کا ادراک کرنے میں کامیاب ہوئی اور اس نے واضح طور پر اپنا جھکاؤ اسلام کے حق میں ظاہر کرنے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کی ـــــ گو یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس معاملے میں حکومت نے کسی قدر تاخیر و تعویق سے کام لیا اور بعد از خرابی بسیار اسلام کے ساتھ اپنی وابستگی کا واضح اعلان کیا' بہرکیف ہم اسے دیر آید درست آید کا مصداق قرار دیتے ہوئے اس کا بھرپور خیر مقدم کرتے ہیں ـــــ تاہم حکومت کو واضح طور پر یہ بتا دینا ہم اپنا اخلاقی فرض سمجھتے ہیں کہ اسے اس معاملے میں اب بالکل یکسو ہو جانا چاہئے۔ اسلام کی جانب حکومت کا قبلہ آئندہ بھی درست رہنا چاہئے۔ ہمارے حکمرانوں کو جان لینا چاہئے کہ پاکستان کی منزل صرف اور صرف اسلام ہے۔ اس ملک کا ایک طویل تاریخی پس منظر ہے جسے اسلام سے جدا نہیں کیا جا سکتا۔ اس ملک کی نظریاتی اساس اسلام ہے' اس کی واحد وجہ جواز اسلام ہے اور اس ملک اور اس کے رہنے والوں کا مستقبل صرف اور صرف اسلام کے ساتھ وابستہ ہے۔ حکومت اگر خلوص دل سے اس ملک کے بقاء و استحکام کی خواہاں ہے تو اسے مغرب زدہ سیکولر مزاج نام نہاد دانشوروں کی ہفوات سے صرف نظر کرتے ہوئے نظام اسلامی کے قیام اور نفاذ شریعت کی منزل کی جانب تیز رفتاری کے ساتھ پیش قدمی کرنا ہو گی اور تمام "دنیوی خداؤں" سے رشتہ کاٹ کر ایک اللہ کے ساتھ رشتۂ وفاداری استوار کرنا ہو گا۔ ○○

۹۰ ارب کے کالے دھن کا باہر آنا حکومت کی بڑی کامیابی ہے

نفاذ شریعت کی طرف بے التفاتی کی روش پاکستان کے حق میں زہر قاتل ہے

مشرف حکومت کے خلاف ملک میں بظاہر کسی ایجی ٹیشن کے آثار نظر نہیں آتے

اگر ہم نے نفاذ شریعت کی طرف پیش رفت نہ کی تو خدشہ ہے کہ پختون بیلٹ الگ ہو کر افغانستان میں شامل ہو جائے

الحمدللہ امریکہ میں ایسے نوجوانوں کا گروپ تیار ہو رہا ہے جو فکر کے میدان میں فکر والحاد کو چیلنج کر سکے گا

مسجد جامع القرآن ماڈل ٹاؤن لاہور میں امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کے ۱۴/ جون ۲۰۰۰ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

(تلخیص : فرقان دانش خان)

حضرات! میں چار جمعوں کی غیر حاضری کے بعد آج آپ سے مخاطب ہوں۔ میں ایک ماہ کے دورے پر امریکہ گیا تھا۔ اس دوران میرے دو خطابات عام نیویارک میں اردو میں ہوئے۔ ایک خطاب پاکستان لیڈ آف امریکہ کے زیر اہتمام ایک بڑے ہوٹل میں ہوا۔ گفتگو کا موضوع "GENESIS OF PAKISTAN" تھا۔ یعنی اس ضمن میں جو مغالطے ہیں کہ پاکستان کا اسلام سے کوئی تعلق ہے بھی یا نہیں؟ پاکستان کیوں وجود میں آیا؟ اس موضوع پر کھل کر گفتگو کی اور الحمدللہ وہاں موجود سامعین نے جو سب کے سب اعلیٰ تعلیم یافتہ تھے، میرے تجزیے کو پسند کیا اور ذہنی طور پر اُسے درست تسلیم بھی کیا۔

دوسرا خطاب امریکہ میں ایک ہائی سکول کے بڑے ہال میں "عالمی غلبۂ اسلام کے ضمن میں پاکستان کی اہمیت" کے موضوع پر ہوا۔ تقریباً دو گھنٹے سے زائد وہاں گفتگو ہوئی۔ ہال میں تل دھرنے کو جگہ نہ تھی، بہت سے لوگوں نے کھڑے ہو کر یہ خطاب سنا۔ اس طرح نیویارک میں ایک وسیع تر حلقہ ہمارے افکار اور تنظیم اسلامی کے نام سے متعارف ہوا۔

ایک خطاب جمعہ انگریزی میں "مین ہیٹن" نیویارک سٹریٹ نمبر ۹۶ کی جامع مسجد میں ہوا۔ عالیشان مسجد عرب مسلمانوں نے تعمیر کی ہے۔ بعد میں اسی مسجد میں فتنۂ دجال کے موضوع پر ایک تفصیلی خطاب انگریزی زبان میں ہوا۔ اس کےعلاوہ ایک اور مسجد میں بھی خطاب جمعہ کا موقع ملا۔ لیکن اس بار میرے سفر امریکہ کا بنیادی مقصد تنظیم اسلامی نارتھ امریکہ (TINA) جو باقاعدہ رجسٹرڈ ادارہ ہے، کے ملتزم رفقاء کے چار روزہ تربیتی و مشاورتی کنونشن میں شرکت تھا۔ اس اجتماع میں تربیتی پروگراموں کے علاوہ آئندہ کے لائحہ عمل اور حکمت عملی سے متعلق کئی اہم مشورہ طلب امور بھی زیر بحث آئے۔ اس مشورے کے

منبر و محراب

نتیجے میں جو اہم ترین فیصلہ ہوا وہ یہ ہے کہ وہاں کے رفقاء نے مستقبل میں تنظیم اسلامی نارتھ امریکہ کو تنظیم اسلامی پاکستان ہی کی شاخ کے طور پر ایک منسلکہ ادارے کی حیثیت سے برقرار رکھنے کے حق میں رائے دی اور یہ طے کرلیا کہ انہیں ہمیشہ کے لیے نظام بیعت اختیار کرنا ہے اور بیعت ہی کی بنیاد پر تنظیم اسلامی پاکستان کے امیر کو وہ اپنا امیر تسلیم کریں گے۔

کچھ مزید فیصلے بھی ہوئے، مثلاً یہ کہ TINA کا ہیڈ کوارٹر شکاگو میں ہو گا۔ مزید برآں خواتین کا تنظیمی سطح پر شرکت کا معاملہ اور رول پہلے کے مقابلے میں وسیع تر ہو گا۔ ان فیصلوں کے نتیجے میں مجھے امید ہے کہ اب TINA امریکہ میں ماضی کی نسبت زیادہ فعال تر اور منظم تر ہو کر ابھرے گی۔

اس کے علاوہ ایک نہایت حوصلہ افزاء معاملہ یہ ہے کہ وہ نہایت اہم علمی و فکری کام جس کی ضرورت کی نشاندہی میں نے ۱۹۶۷ء میں اپنے مضمون "اسلام کی نشاۃ ثانیہ، کرنے کا اصل کام" میں کی تھی، اس کی عملی تعبیر کا امکان مجھے وہاں نظر آیا ہے۔ دنیا کا فلسفیانہ اور عمرانی فکر (Social Thought) جو ملحدانہ و مادہ پرستانہ ہے جس میں آسمانی ہدایت و وحی کا کہیں گزر ہی نہیں ہے اور جس کی چھاپ آج پوری دنیا پر ہے، الحمدللہ ان باطل نظریات کا ابطال کرنے کے لئے اب امریکہ میں ہمارے ایسے نوجوانوں کا ایک گروپ تیار ہو رہا ہے جو امید ہے کہ تین چار سال کے اندر اپنے وجود کا احساس دلانے کے قابل ہو جائے گا اور اس طرح اگر اللہ نے چاہا تو فکر کے میدان میں بھی ہم کفر والحاد کو چیلنج کرنے کی پوزیشن میں آجائیں گے۔

حالات حاضرہ :

مشرف حکومت ان مسائل سے بہت حد تک نکل آئی ہے جن کا وہ قریباً ایک ماہ پہلے شکار تھی اور اب ملک میں بظاہر کسی ایجی ٹیشن کے آثار نظر نہیں آتے۔ اگرچہ کلثوم نواز تن تنہا حکومت مخالف تحریک کا علم اٹھائے ہوئے کسی قدر آگے بڑھ رہی ہیں جس میں انہیں بڑی حد تک کامیابی بھی نصیب ہوئی ہے مگر حکومت کی کچھ مثبت پالیسیوں کے باعث ملک میں فوری طور پر کسی بڑے ہنگامے کا کوئی اندیشہ موجود نہیں۔ اسی طرح یہ حکومت کی بڑی کامیابی ہے کہ وہ تمام تر مشکلات کے باوجود غیرجانبدارانہ احتساب کو جاری رکھے ہوئے ہے۔ اگرچہ اس احتساب کی رفتار سست ہے مگر اس کے باوجود لوٹی ہوئی دولت تدریجاً واپس آ رہی ہے۔ ایمنسٹی سکیم اور ٹیکس سروے کی دو دھاری تلوار کا بھی یہ فائدہ ہوا ہے کہ لوگ زیادہ سے زیادہ ایمنسٹی سکیم کی طرف رجوع کر رہے ہیں اور یہ بھی حکومت کی بڑی کامیابی ہے کہ ۹۰ ارب روپے کا کالا دھن باہر آگیا ہے۔ اسی طرح پیرس کلب سے حکومت کا مطالبہ کہ ہمارے قرضے ری شیڈول کرنے کے

(باقی صفحہ ۱۰ پر)

امریکہ نے چین کو قابو میں کرنے کے لئے دوغلی پالیسی اختیار کر رکھی ہے

چین ہمارا قابل اعتماد دوست ہے' امریکہ کے جھانسے میں آکر چین کا اعتماد مجروح نہیں کیا جانا چاہئے

امریکہ کی بالادستی کا خواب چکنا چور کرنے کیلئے روس کو چین کے ساتھ مسلمان ممالک کی طرف بھی دوستی کا ہاتھ بڑھانا چاہئے

روس امریکی عزائم کے حوالے سے بیدار ہو رہا ہے لیکن اس کی یہ بیداری جزوی ہے

مرزا ایوب بیگ' لاہور

جب یہ سطور تحریر کی جا رہی ہیں عین اس وقت روس کے صدر پیوٹن اور چین کے صدر جیانگ امریکہ کی عسکری بالادستی کے خلاف مزاحمت بڑھانے کیلئے سر جوڑ کر بیٹھے ہیں۔ اگرچہ پیوٹن روس کے صدر کے حیثیت سے چین کا پہلا دورہ کر رہے ہیں لیکن در حقیقت یہ یلسن کے اس دورہ کے حصہ ہے جو ۱۹۹۶ء میں انہوں نے کیا تھا اور جس کے دوران روس اور چین کے درمیان سٹریٹجک پارٹنر شپ قائم ہوئی تھی۔ روس نے زبردست خواہش کا اظہار کیا ہے کہ اس پارٹنر شپ کو مزید مستحکم کیا جائے اور آگے بڑھا جائے۔ روس امریکی عزائم کے حوالے سے بیدار ہو رہا ہے لیکن اس کی یہ بیداری جزوی محسوس ہو رہی ہے۔ کیونکہ وہ صرف عسکری حوالے سے امریکی پیش قدمی پر تشویش محسوس کر رہا ہے۔ در حقیقت کمیونزم کے انہدام کی وجہ سے وہ نظریاتی سطح پر تہی دامن ہو گیا ہے لہٰذا یا تو اب وہ نظریہ کو قوت کی اساس تسلیم نہیں کرتا یا تجاہل عارفانہ کا مظاہرہ کر رہا ہے۔

امریکہ واحد عالمی قوت یعنی سپریم پاور بننا چاہتا ہے' یہ ۱۹۴۵ء میں دوسری جنگ عظیم کے اختتام پر ہی واضح ہو گیا تھا۔ جنگ ختم ہوا چاہتی تھی' اتحادی تمام محاذوں پر کامیابی کے جھنڈے گاڑ رہے تھے کہ اچانک امریکہ نے جاپان کے دو شہروں ہیروشیما اور ناگاساگی پر ایٹم بم گرا کر دنیا کو حیرت میں ڈال دیا۔ حیرت اس بات پر تھی کہ فتح کے کنارے پر پہنچ کر انسانیت کے خلاف اتنے بڑے جرم کا ارتکاب کیوں کیا گیا۔ آج دنیا جان چکی ہے کہ ایٹم بم گرانے کی اصل وجہ آنے والے وقت میں اپنے اصل حریف روس کو خوفزدہ کرنا تھا۔ امریکہ کی سوچ شاید یہ تھی کہ ایٹمی قوت اسے دنیا کا چوہدری بنانے کا ذریعہ بنے گی لیکن انتہائی قلیل مدت میں روس اور یورپ نے بھی ایٹمی صلاحیت حاصل کر لی۔ اسی طرح گرم جنگ کا امکان ختم ہو گیا۔ البتہ امریکہ اور سوویت یونین کے درمیان سرد جنگ پورے داؤ پیچ کے ساتھ شروع ہو گئی۔ امریکہ نے دنیا بھر میں مذہبی عناصر کو کمیونزم کا ہوا دکھا کر اور ان کے مذہبی جذبات کو بھڑکا کر

تجزیہ

کمیونزم کا راستہ روکنے کی کوشش کی اور وہ اس میں بڑی حد تک کامیاب رہا۔ افغانستان میں بھی سوویت یونین کا مقابلہ مذہبی قوتوں نے کیا اور بیرون افغانستان سے بھی مجاہدین کو کمک مذہب کی بنیاد پر ملی جس میں سعودی عرب ایران اور لیبیا وغیرہ بالواسطہ اور پاکستان بلاواسطہ ملوث تھا۔ روس افغانستان سے نکلنے اور کمیونزم سے کم از کم ظاہری تعلق ختم کرنے کے باوجود بھی نئی صورتِ حال کا ادراک نہیں کر رہا۔ ماضی کے اس ٹکراؤ کے حوالے سے اسلامی ممالک بھی روس کے قریب جانے سے گریز کر رہے ہیں اور امریکہ اس بعد سے بھرپور فائدہ اٹھا رہا ہے۔

البتہ چین بڑی ہشیاری سے اپنے مفادات کا تحفظ کر رہا ہے۔ امریکہ کیلئے چین ایک بہت بڑا مسئلہ بنا ہوا ہے۔ ایک وقت تھا وہ تائیوان کو چین کہتا تھا اور اصل چین کو تسلیم کرنے کو تیار نہ تھا۔ امریکہ کی خواہش پر پاکستان نے امریکہ چین رابطہ کرایا اور انتہائی خفیہ انداز سے کرایا۔ چین آج تیس برس گزرنے کا باوجود اسے پاکستان کا خود پر احسان گردانتا ہے۔ البتہ امریکہ نے پاکستان کے ذریعے یہ فائدہ بھی اٹھایا اور فوری طور پر مشرقی پاکستان کی علیحدگی میں اہم رول ادا کر کے اپنی خصلت کا اظہار بھی کر دیا۔

امریکہ چین کو قابو کرنے کے لئے دوغلی پالیسی اختیار کئے ہوئے ہے۔ اس نے چین کو تجارت میں MOST FAVOURITE COUNTRY قرار دیا ہوا ہے۔ اس سہولت سے چین بھرپور فائدہ اٹھا رہا ہے اور اپنی معاشی حالت بہتر بنا رہا ہے۔ جبکہ عسکری لحاظ سے امریکہ چین کا گھیراؤ کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ لیکن چین اس ساری صورت حال پر بڑی گہری نظر رکھے ہوئے ہے۔ چین جانتا ہے کہ امریکہ بھارت کے عشق میں کیوں گرفتار ہو گیا ہے۔ پیوٹن جیانگ مذاکرات کا اصل ایجنڈا امریکہ کا NDM اور ABM جیسے منصوبوں کی مزاحمت اور توڑ ہے۔ NDM نیشنل ڈیفنس میزائل کا اور ABM انٹی بلاسٹک میزائل کا مخفف ہے۔ امریکہ ان دونوں منصوبوں پر عملدرآمد کرنے پر تلا ہوا ہے۔ لطف کی بات یہ ہے کہ وہ تخفیف اسلحہ کا پرچارک بھی ہے اور دنیا کو مکمل امن دینے کا دعویدار بھی۔ ABM امریکہ اور اسرائیل کا مشترکہ منصوبہ ہے۔ اب اسرائیل امریکہ کی اجازت کے بغیر (کم از کم امریکہ ایسا ظاہر کر رہا ہے) بھارت کو ABM ٹیکنالوجی منتقل کر رہا ہے۔ علاوہ ازیں کشمیر میں فوجی بغاوت کو کچلنے کے لئے بھارت کو جدید ترین اسلحہ دے رہا ہے۔

نیو ورلڈ آڈر کے مخالفین کیلئے یہ انتہائی خوشی کی خبر ہے کہ امریکہ کا اتحادی مغربی یورپ بڑی آہستگی سے امریکہ سے دور ہٹ رہا ہے۔ فرانس اس معاملے میں بہت سرگرم ہے۔ فرانس کے سابق صدر متراں نے مرتے وقت کہا تھا کہ "لوگ نہیں جانتے ہم امریکہ کے ساتھ حالت جنگ میں ہیں۔" یورپ اب ہر معاملے میں امریکہ کی ہاں میں ہاں نہیں ملا رہا۔ وہ ڈالر کو پیچھے دھکیل کر یورپ کی مشترکہ کرنسی یورو بنا چکے ہیں۔ یورپ اب امریکہ کی عسکری موجودگی کو بھی نفرت کی نگاہ سے دیکھ رہا ہے۔ یورپی ممالک کی حالیہ کانفرنس میں فیصلہ ہوا ہے کہ یورپ کی مشترکہ فوج بنائی جائے جو ۶۰ ہزار افراد پر مشتمل ہوگی۔

بعض تجزیہ نگاروں کی رائے میں کوسوو میں امریکی کاروائی مسلمانوں کی محبت میں نہیں کی گئی تھی بلکہ اصل مقصد یورپ کو یہ بتانا تھا کہ وہ ابھی امریکہ کا محتاج ہے۔

ہمارے لئے اصل سوال یہ ہے کہ اس صورت حال میں اپنی سلامتی اور اپنے مفادات کے تحفظ کے لئے ہمیں کیا پالیسی اختیار کرنا ہوگی۔ ہماری رائے میں اگرچہ ہمارے سابقہ حکمرانوں نے امریکہ پر مکمل انحصار کر کے ہمالائی غلطی کا ارتکاب کیا ہے اور اب ہمیں امریکہ سے پیچھے ہٹ کر آزاد خارجہ پالیسی اختیار کرنا ہے، لیکن عملاً ایسا کرنا بڑا مشکل ہے۔ ہم معاشی لحاظ سے دیوالیہ ہو چکے ہیں اور ہماری فوج کا اسلحہ ۷۵ فی صد امریکی ہے لہٰذا جست لگا کر امریکہ سے دور ہونا بھی مشکل ہو گا اور خطرناک بھی۔ امریکہ اپنے گھڑے کی مچھلی کو اتنی آسانی سے فرار نہیں ہونے دے گا۔ لہٰذا ہمیں رینگتے ہوئے غیر محسوس طریقے سے امریکہ سے پیچھے ہٹنا ہو گا، اسے مشتعل کرنا حماقت ہو گی۔ ہمیں چین کے ساتھ اپنے روابط کو مزید مضبوط کرنا ہو گا اور مسلمان ممالک کے قریب آنا ہماری خارجہ پالیسی کا سنگ میل ہونا چاہئے۔ ہمیں اسلحہ سازی میں خود کفیل ہونے کی بھرپور کوشش کرنی چاہئے اور اس معاملے میں چین کا تعاون حاصل کر کے امریکہ پر انحصار کو بتدریج ختم کرنا ہو گا۔ معاشی اور اقتصادی طور پر مستحکم ہوئے بغیر آزاد خارجہ پالیسی کا خواب کبھی شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکتا۔ لیکن معاشی استحکام کیلئے "مرے کو مارے شاہ مدار" کے مصداق عوام کا کچومر نکالنے سے کچھ حاصل نہیں ہو گا۔ معاشی استحکام کیلئے قرضوں سے نجات حاصل کرنا، غیر ترقیاتی اخراجات کو کم کرنا اور برآمدت کو بڑھانا ناگزیر ہے۔

ہمارے ماضی کے اکثر حکمرانوں کا معاملہ یہ رہا ہے کہ جب کبھی انہیں امریکہ کے سرکاری دورہ کی دعوت ملی وہ اسے اپنے لئے بہت بڑا اعزاز سمجھے اور اگر وہاں آؤ بھگت اچھی ہو گئی تو سب کچھ فراموش کر کے امریکہ کی ہاں میں ہاں ملا دی۔ اب ہمیں آئندہ کے لئے طے کر لینا چاہئے کہ ہم امریکہ کی ہر بات سنیں مگر کریں وہی کچھ جو ملکی مفاد میں ہو۔ علاوہ ازیں چین ہمارا قابل اعتماد دوست ہے۔ امریکہ کے جھانسے میں آکر کبھی چین کے اعتماد کو مجروح نہ کیا جائے۔ راقم محسوس کرتا ہے کہ امریکہ نے جس طرح پاکستان کو روس کے خلاف استعمال کیا ہے اسی طرح اب چین کے خلاف استعمال کرنے کی کوشش کرے گا۔ وہ پاکستان کو ڈالروں کی جھنکار سے رام کرنے کی کوشش کرے گا اور حسین وعدے کرے گا۔ لیکن پاکستان کو ہرگز ہرگز کسی چین مخالف تحریک میں شامل نہیں ہونا چاہئے۔ یہ اخلاقی لحاظ سے انتہائی غلط اور دفاعی لحاظ سے خودکشی کے مترادف ہو گا۔

آغاز میں عرض کیا تھا کہ روس نئی صورت حال کا صحیح ادراک نہیں کر رہا ہے اور اس کی بیداری جزوی ہے۔ اس کی وضاحت یہ ہے کہ سویت یونین ایک نظریاتی یونین تھی۔ اس کا مذہب خصوصاً اسلامی ممالک سے بُعد اور دوری قابل فہم تھی۔ موجودہ روس کو اسے قصہ پارینہ سمجھنا چاہئے اور جس طرح اس نے چین کے ساتھ تجدید تعلقات کو امریکہ کی مزاحمت کے لئے ضروری سمجھا ہے اسی طرح مناسب ہو گا کہ وہ مسلمان ممالک کی طرف بھی دوستی کا ہاتھ بڑھائے اور مسلمان ریاستوں کے ساتھ تعلقات کو درست کرے۔

راقم کو شبہ ہے کہ امریکہ نے چیچنیا کے مسئلہ پر ایک طرف روس کی خاموش تائید کی ہے تو دوسری طرف عین ممکن ہے چیچنیا کے مجاہدوں کو بالواسطہ کوئی مدد فراہم کی ہو تاکہ روس کیلئے ایک بار پھر افغانستان جیسی صورت حال پیدا ہو، معاشی مسئلہ سے دوچار روس اپنے وسائل اس جنگ میں جھونک دے اور نیم مردہ ہو کر امریکہ کے عزائم میں مزاحمت کا راستہ ترک کر دے۔

ہم آخر میں امریکہ بہادر کی خدمت عالیہ میں عرض کرتے ہیں کہ وہ تاریخ پر نظر ڈالے۔ اللہ رب العزت نے کبھی کسی واحد قوت کو تمام دنیا پر چھانے کی اجازت نہیں دی۔ سکندر اعظم جیسے کئی اپنی حسرت دل میں لئے خالی ہاتھ اس دنیا سے لوٹ گئے۔

✧ ✧

ہم بھی منہ میں زبان رکھتے ہیں

نعیم اختر عدنان

☆ پاکستان سلامتی کونسل کا مستقل ممبر بن سکتا ہے۔ (برطانیہ)

✪ بشرطیکہ ....

☆ نواز شریف کو باتیں کرنا نہیں آتیں۔ (کلثوم نواز)

✪ مستند ہے بیگم صاحبہ کا فرمایا ہوا۔

☆ الیکشن جماعتی ہوں یا غیر جماعتی جاگیردار ہی آگے آئیں گے۔ (وزیر بلدیات)

✪ گویا جاگیرداروں کے عفریت کے آگے فوجی حکومت بھی بھیگی بلی ہی بنی رہے گی۔

☆ ٹیکس نہ دینا بے حیائی، بے شرمی اور کفر ہے۔ (صوبائی وزیر تعلیم)

✪ اور ٹیکس کا غلط استعمال بے حیائی، بے شرمی کی انتہا ہے۔

☆ میں احمق نہیں ہوں۔ (جاپانی وزیر اعظم)

✪ خود کو احمق کون کہتا ہے؟

☆ ایک قیدی کو روزانہ ساڑھے دس روپے کی خوراک دی جاتی ہے۔ (ایک خبر)

✪ یہ ظلم شاید انسانی حقوق کے زمرے میں نہیں آتا۔ اس لئے اس پر کوئی واویلا نہیں کرتا۔

☆ عوامی تحریک متبادل قیادت فراہم کر سکتی ہے۔ (علامہ طاہر القادری)

✪ مگر فوجی حکومت کو شاید کسی متبادل قیادت کی ضرورت ہی نہیں!

☆ جہاں نواز شریف کا پسینہ گرے گا وہاں اپنا خون بہائیں گے۔ (مسلم لیگی رہنماؤں کا اعلان)

✪ ایسا اٹک جیل کے پھانسی گھاٹ پر چڑھ کر ہی کیا جا سکتا ہے۔

☆ "تحریک تحفظ پاکستان" درحقیقت "تحریک تحفظ شریف خاندان" ہے۔ (مولانا اعظم طارق)

✪ دریں چہ شک

☆ ملک میں فوج کا کوئی سیاسی کردار نہیں ہونا چاہئے۔ (پیر پگاڑا)

✪ مقام شکر ہے کہ پیر صاحب نے بھی سنجیدگی اپنائی ہے۔

☆ بھارتی وزیر اعظم اٹل بہاری واجپائی نے حضرت بل کی درگاہ پر مقبوضہ کشمیر میں قیام امن کے لئے خصوصی دعا کی۔ (ایک خبر)

✪ اسے کہتے ہیں "بغل میں چھری منہ میں رام رام"

گلوبلائزیشن اور لوکلائزیشن ایک مسئلے کے دو رخ ہیں

لوکلائزیشن کا ہدف سنگاپور اور ہانگ کانگ جیسی ریاستوں کا قیام ہے

ضلعی ریاستیں حکومتیں کم اور منافع کمانے والی کمپنیاں زیادہ ہوتی ہیں

ضلع کی سطح پر اختیارات عوام کو نہیں بلکہ ملٹی نیشنل کمپنیوں کو منتقل ہوں گے

ضلعی حکومت میں حاکم ''آجر'' ہوتے ہیں جبکہ عوام کی حیثیت خریدار کی ہوتی ہے

ضلعی حکومتوں کا عالمی استعماری منصوبہ

تحریر: علی محمد رضوی

عصر حاضر کے مغربی استعمار کی دو نئی اصطلاحات ''گلوبلائزیشن'' اور ''لوکلائزیشن'' اس وقت پاکستان کے ہر پڑھے لکھے فرد کا موضوع گفتگو ہیں۔ ان اصطلاحات کی ایک خاص تاریخ، خاص پس منظر، خاص فلسفہ اور خاص تہذیب ہے۔ اس پس منظر سے واقفیت کے بغیر یہ اصطلاحات بظاہر نہایت بے ضرر، غیر مہلک اور نہایت کارآمد نظر آتی ہیں لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔ المیہ یہ ہے کہ پاکستان میں لکھنے پڑھنے کی روایت مدتوں پہلے دم توڑ چکی ہے لہٰذا میدانِ صحافت میں اب دانشور باقی نہیں رہے بلکہ اب صرف ڈھنڈورچی اور طبلچی قسم کے لوگ باقی رہ گئے ہیں جو ہر نئے خیال 'نئی لہر' نئے لفظ 'نئی اصطلاح کو بے سوچے سمجھے اس بدقسمت قوم کی روٹھی ہوئی قسمت سے وابستہ کر دیتے ہیں اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ''مقامیت'' کی اصطلاح کے ضمن میں ہمارے اخبارات جنرل تنویر نقوی کی حمایت سے بھرے پڑے ہیں۔ حمایت کرنے والوں کو یہ اندازہ ہی نہیں ہے کہ ضلعی حکومتیں کس قیامت کی خبر لائیں گی اور اس کے نتیجے میں پاکستان کی قومی ریاست کیسے ریزہ ریزہ ہوگی۔

استعمار کا منصوبہ کیا ہے؟

اکیسویں صدی کا مغربی استعمار چاہتا ہے کہ قومی ریاستیں کمزور ہوں۔ قومی ریاست کو کمزور کرنا استعمار کے معاشی اور دفاعی استحکام کے لئے ضروری ہے۔ یہ حکمت عملی بیسویں صدی کی استعماری حکمت عملی سے مختلف ہے۔ بیسویں صدی میں استعمار نے تیسری دنیا میں مضبوط ریاستوں کے قیام کو برداشت ضرور کیا تھا۔ آج استعمار مضبوط قومی ریاستوں کو برداشت نہیں کر سکتا۔ اس کی معاشی وجہ یہ ہے کہ سرمایہ داری کے لئے سرمایہ کا بلا روک ٹوک بہاؤ آج انتہائی اہم ہو چکا ہے۔ مضبوط ریاست سرمایہ کے اس بہاؤ پر روک ٹوک عائد کر سکتی ہے۔ اس قسم کی پابندیاں سرمایہ داری نظام کی بلند و بالا عمارت کو انتہائی آسانی کے ساتھ زمین بوس کر سکتی ہیں۔ اس کی دفاعی وجہ یہ ہے کہ آج مغربی ممالک میں نوجوانوں کی تعداد انتہائی کم ہو چکی ہے۔ آج مغربی آدرشوں کے لئے جان دینے والا کوئی نہیں رہا ہے۔ ایسے میں مغرب لمبی زمینی جنگیں لڑنے کے لئے نااہل ہوتا جا رہا ہے۔ مضبوط قومی ریاستوں کا وجود مغرب کے لئے دفاعی خطرہ بن چکا ہے۔ ان دونوں وجوہات کی بنیاد پر آج کا استعمار مضبوط قومی ریاستوں سے خائف ہے اور انہیں کمزور کرنا چاہتا ہے۔ موجودہ دور میں کسی بھی ریاست کی قوت کے دو سرچشمے ہوتے ہیں۔ (۱) اعلیٰ سیاست (۲) ادنیٰ سیاست

(High Politics) یعنی اعلیٰ سیاست سے مراد ریاست کا اندرونی و بیرونی معاملات اور تعلقات کی ہر سطح پر مکمل کنٹرول ہے۔ دراصل سیاست علیا کا مطلب کسی بھی ملک کی خارجہ پالیسی، معاشی پالیسی اور دفاعی پالیسی ہوتا ہے۔ کوئی بھی ریاست اسی حد تک قوی یا کمزور ہوتی ہے جس حد تک وہ اپنی خارجہ پالیسی، معاشی پالیسی اور دفاعی پالیسی کو متشکل کرنے، چلانے اور ان کو عملی جامہ پہنانے میں آزاد ہوتی ہے۔

(۲) ادنیٰ سیاست (Low Politics) پر ریاست کا مکمل کنٹرول۔ سیاست ادنیٰ میں وہ تمام خدمات شامل ہیں جو تمام جدید ریاستیں کچھ عرصہ قبل تک اپنے عوام کو فراہم کرنا اپنے مقصد وجود کا حصہ سمجھتی تھیں۔ ان خدمات میں بجلی و پانی کی فراہمی سے لے کر سڑکوں کی تعمیر تک تمام خدمات شامل ہیں۔ ریاست ان خدمات کی فراہمی منافع کے حصول کے لئے اور مارکیٹ کے نقطہ نظر سے نہیں کرتی ہے بلکہ اس کو بنیادی ذمہ داری اور بنیادی خدمت سمجھ کر بجالاتی ہے۔ کسی بھی ریاست کو (موجودہ دور میں) اپنے عوام پر کنٹرول اور ان کی تابعداری اسی وقت حاصل ہوتی ہے جب تک وہ یہ خدمات اپنے عوام کو فراہم کرتی رہتی ہے۔ اگر کسی ریاست سے یہ بنیادی خدمات فراہم کرنے کی ذمہ داری چھین لی جائے تو اس ریاست کا اپنے عوام پر کنٹرول اور ان کی تابعداری کا حصول ناممکن ہو جائے گا۔

موجودہ ریاست کی طاقت اور کمزوری کے جو دو بنیادی اصول ہم نے اوپر بیان کئے ہیں ان کا تعلق ریاست کے وظائف سے ہے۔ اب اگر ساختی اور ہیتی نقطہ نظر سے دیکھیں تو موجودہ دور میں وہی ریاستیں مضبوط اور طاقتور ریاستیں ہوں گی جو جغرافیائی لحاظ سے وسیع ہوں۔ چھوٹے ممالک موجودہ دور میں کمزور ممالک ہوں گے اور وہ بیرونی معاشی اور دفاعی مخالفین کے آگے بے بس ہوں گے۔ مندرجہ بالا تمہید کے نتیجہ میں اب ہم اس مقام پر پہنچ چکے ہیں کہ استعمار کے ان منصوبوں کو کوئی نام دے سکیں۔ استعمار کے مندرجہ ذیل تین منصوبے ہیں:

(الف) گلوبلائزیشن (ب) لوکلائزیشن (ج) شہری حکومتوں کا قیام

(الف) گلوبلائزیشن کیا ہے؟

گلوبلائزیشن کا مقصد یہ ہے کہ مرکزی ریاست سیاست علیا (High Politics) سے دستبردار ہو جائے۔ مثلاً اگر پاکستان کے تناظر میں اس بات کو سمجھنے کی کوشش کی جائے تو گلوبلائزیشن کا مقصد اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ پاکستانی ریاست خارجہ پالیسی' معاشی پالیسی اور دفاعی پالیسی کی تشکیل کے اپنے حق سے دستبردار ہو جائے اور ان ذمہ داریوں کو امریکی استعمار اور اس کی گماشتہ آلہ کار تنظیموں' منصوبوں اور معاہدوں مثلاً ورلڈ بینک' آئی ایم ایف' ڈبلیوٹی او' سی ٹی بی ٹی وغیرہ کو منتقل کر دے۔ ظاہر ہے کہ خارجہ پالیسی' معاشی پالیسی اور دفاعی پالیسی کی تشکیل کے وظائف استعمار کو منتقل کر دینے کے بعد پاکستانی ریاست ایک مجبور' لاچار اور لاغر وبے بس ریاست رہ جائے گی جو استعمار کے کسی بھی منصوبہ کی مخالفت کرنے کے قابل نہیں رہے گی۔ پاکستان انہی معنوں میں استعمار کی باج گزار اور محتاج ریاست بن جائے گی جن معنوں میں آج خلیج کی تمام ریاستیں استعمار کی باج گزار اور محتاج ریاستیں بن چکی ہیں۔

(ب) لوکلائزیشن کیا ہے؟

لوکلائزیشن کا مطلب یہ ہے کہ مرکزی ریاست خدمات کی فراہمی کے عمل سے دستبردار ہو جائے اور اس کی ذمہ داری ضلعی اور تحصیل کی سطح کی مقامی حکومتوں کو منتقل کر دی جائے۔ ان مقامی حکومتوں کو چلانے کی ذمہ داری محض منتخب نمائندوں کی نہ ہو بلکہ ورلڈ بینک کی ڈیولپمنٹ رپورٹ برائے ۲۰۰۰ء کے مطابق اس میں "پرائیویٹ سیکٹر' این جی اوز اور سول سوسائٹی کے دوسرے عناصر (مثلاً سیکولر مفکرین' مدبرین اور ماہرین حضرات) کو بھی شامل ہونا چاہئے۔" اسی لئے جنرل مشرف کے پروگرام میں عورتوں اور غیر مسلموں کے لئے مخصوص نشستیں اتنی بڑی تعداد میں رکھی گئی ہیں۔ دوسرا اہم پہلو یہ ہے کہ مقامی حکومتیں ان خدمات کو بطور خدمت کے انجام نہ دیں بلکہ منافع کے حصول کے لئے دیں۔ مقامی حکومتیں منافع کے حصول کے لئے کمپنیاں بن جائیں جن کا مقصد شہریوں کو بنیادی سہولتیں نفع نقصان کے اصول سے بالاتر ہو کر دینا نہ ہو بلکہ زیادہ سے زیادہ منافع کا حصول ہو۔ مقامی حکومتیں اپنے شیئرز اور بانڈ دوسری کمپنیوں کی طرح مارکیٹ میں بیچنے کے لئے پیش کریں گی۔ خدمات کے سارے نظام کو پرائیویٹائز کیا جائے گا اور اس کی بڑی خریدار ملٹی نیشنل کمپنیاں ہوں گی۔ اس کی مثال جکارتہ میں ہمارے سامنے آئی ہے جہاں فراہمی آب کا سارا نظام ایک ملٹی نیشنل کمپنی نے خریدا ہوا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اختیارات مرکزی حکومت سے فی الواقع مقامی ضلعی حکومتوں کو منتقل نہیں ہوتے ہیں بلکہ اصل اختیارات ملٹی نیشنل کمپنیوں کو اور بین الاقوامی بینکوں کو منتقل ہوتے ہیں۔ انہی معنوں میں ہم کہتے ہیں کہ گلوبلائزیشن اور لوکلائزیشن ایک ہی سکے کے دو رخ ہیں کیونکہ دونوں اعمال کے ذریعے اصل اختیارات مرکزی ریاست سے استعمار کو منتقل ہوتے ہیں۔

(۳) شہری حکومتوں کا قیام

گلوبلائزیشن اور لوکلائزیشن کا حتمی ہدف سنگاپور اور ہانگ کانگ کے طرز کی شہری حکومتوں کا قیام ہے۔ سنگاپور' ہانگ کانگ' پاناما' مکاؤ' کوسٹاریکا جیسے علاقے شہری ریاستوں / حکومتوں کی حقیقت کو واضح کرتے ہیں۔ یہ تمام شہری مقامی حکومتیں عالمی سرمایہ داری کی تابع مہمل ہوتی ہیں اور اعلیٰ سیاست یعنی خارجہ پالیسی' دفاعی پالیسی اور عمومی معاشی پالیسی کے مسائل سے ان حکومتوں کے قیام کے ساتھ ہی ان کی ریاستوں اور ان کے شہریوں کو کوئی دلچسپی نہیں رہتی ہے۔ یہ شہری حکومتیں کم اور منافع کے حصول میں تگ و دو کرنے والی کمپنیاں زیادہ ہوتی ہیں اور ان کے شہری' شہری کم اور خریدار زیادہ ہوتے ہیں۔ کراچی' لاہور' حیدر آباد' پشاور کو مضبوط پاکستان کا دل و جگر نہیں ہونا چاہئے جو جہاد کشمیر' جہاد افغانستان اور استعمار کے خلاف جدوجہد کے لئے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن سکیں بلکہ ان کو ایسی کمپنیوں کا روپ دھارنا چاہئے جو سرمایہ داری کے شیطانی کھیل کا ایک حصہ ہوں۔ شہری حکومتوں کے قیام کے لئے ضروری نہیں ہے کہ ملکوں کو توڑا جائے (گو کہ یہ بھی ایک صورت ہے) بلکہ اختیارات عالمی اداروں اور مقامی سطح پر اس طرح منتقل کئے جائیں گے کہ مرکزی ریاست صرف نام کی ریاست رہ جائے گی جس کا واحد مقصد عالمی اداروں کی پالیسیوں کا نفاذ رہ جائے گا۔

طریقۂ کار

گلوبلائزیشن' لوکلائزیشن اور شہری حکومتوں کے قیام کے اس استعماری منصوبے کو سمجھنے کے بعد اب موقع ہے کہ ہم یہ دیکھیں کہ اس منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے کے ذرائع کیا ہیں۔ ذیل میں ہم مختصراً ان عملی اقدامات کو ترتیب وار بیان کریں گے جو استعمار اور اس کے ذیلی ادارے ہماری ریاستوں کو کمزور کرنے کے لئے ہم پر مسلط کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

☆ استعمار اور اس کے گماشتے یہ بات اچھی طرح جانتے ہیں کہ اس کے یہ استعماری منصوبے اس وقت تک شرمندۂ تعبیر نہیں ہو سکتے جب تک حرص و حسد ہمارے معاشرے میں قابل قبول نہ بن جائیں۔ حرص و حسد کو عام کرنے کا سب سے اہم ذریعہ حقوق انسانی ہیں۔ حقوق انسانی کے ذریعہ ان اجتماعی اداروں' صف بندیوں اور برادریوں کو منتشر کیا جاتا ہے جو روایتی طور پر ہمارے معاشروں میں حرص و حسد کے فروغ میں حائل رہی ہیں اور جو ہمارے معاشروں میں قربانی' ایثار' اور وفا کا سرچشمہ ہے۔ خاندان کے تباہ ہونے کے نتیجہ میں ہر فرد معاشرہ میں یکا و تنہا رہ جاتا ہے۔ ایسا شخص حرص و حسد کے جال میں باآسانی پھنس جاتا ہے۔ ایسے فرد کے لئے سرمایہ کا بندہ بن جانا بہت آسان ہو جاتا ہے۔ استعمار ہمارے معاشروں میں ایسے ہی افراد کی تشکیل کے لئے کوشاں ہے۔ اس سلسلہ میں استعمار کی پروردہ این جی اوز خاص کردار ادا کر رہی ہیں۔

☆ خاندانی نظام کو تباہ کرنے کا سب سے اہم ہتھیار حقوق نسواں کی تحریک ہے۔ عورتوں کو حرص و حسد کا بندہ بنائے بغیر اور انہیں گھر سے نکالے بغیر استعمار کے لئے ناممکن ہے کہ وہ ہمارے معاشرے میں سرمایہ اور استعمار کی بالادستی قائم کر سکے۔ حقوق نسواں کی تمام تحریکیں معاشرے میں ثقافت کو تباہ کرنے کی تحریکیں ہیں۔ حقوق نسواں کی تمام تحریکیں ہمارے معاشرے میں محبت' ایثار و وفا کو ختم کر کے حرص و حسد کو عام کرنے کی تحریکیں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ استعمار کی گماشتہ این جی اوز کو حقوق نسواں کی سب سے زیادہ فکر ہے۔ جنرل مشرف کی موجودہ حکومت اس معاملے میں استعمار کی کھلی حلیف ہے۔ اس نے آزادیٔ نسواں کی حامی خواتین کو اپنی سیکیورٹی کونسل اور کابینہ میں شامل کیا ہے اور پیش آمدہ بلدیاتی انتخابات میں کثیر تعداد میں خواتین کی نشستیں مخصوص کی ہیں۔ خواتین کو بازار و سیاست کی رونق بنا کر ہمارے معاشرے کی جڑیں کھوکھلی کی جا رہی ہیں اور ہمیں استعمار کے لئے نوالۂ تر بنایا جا رہا ہے۔ عورتوں کو سرمایہ کا غلام بنانے کے لئے اہم ترین پروگرام فیملی پلاننگ اور عورتوں کی معاشرتی ترقی کے پروگرام ہیں۔ ان کا مقصد یہ ہے کہ عورت ماں بننے سے انکار کر دے اور بازار میں عام اجناس کی طرح اس کی بولی لگائی جائے تاکہ سرمایہ داری پاکستانی معاشرے میں اپنے اثرات گہرے کر سکے۔

☆ دفاعی اور خارجہ پالیسی کے محاذ پر استعمار کی یہ کوشش ہے کہ پاکستان اپنا نیوکلیئر پروگرام ترک کر دے۔ پاکستان کو ایٹمی صلاحیتوں سے پاک علاقہ (Nuclear Free Zone) بنا دیا جائے۔ دفاعی اخراجات میں ہر سال مسلسل کمی کی جائے۔ جنرل مشرف نے ہندوستان کے دفاعی بجٹ میں تیس فی صد اضافہ کے مقابلے میں پاکستانی بجٹ میں کٹوتی کی ہے۔ فنانشل ٹائمز کے نامہ نگار کے مطابق جنرل صاحب نے دفاعی بجٹ میں سے سات ارب روپیہ کاٹ کر اپنی غربت مکاؤ مہم کے لئے

مختص کردیا ہے۔ یہ سب کچھ دراصل آئی ایم ایف اور عالمی بینک کے ایجنڈے کے عین مطابق ہے۔ جس کا مقصد ریاست و معاشرت کی ہیئت کو تبدیل کرنا ہے۔

☆ چونکہ امریکہ علاقہ میں چینی بالادستی کو کم کرنے کے لئے بھارت کو مضبوط کرنا چاہتا ہے اس لئے استعمار پاکستان کی حکومت پر مسلسل دباؤ ڈال رہا ہے کہ وہ کشمیر کے جہاد سے دستبردار ہو جائے اور علاقہ میں بھارت کی بالادستی قبول کرلے۔

☆ اس طرح امریکہ چاہتا ہے پاکستان جہاد افغانستان اور کسی قسم کی جہادی سرگرمیوں کی اعانات میں ملوث نہ ہو۔ "دہشت گردی" (جہادی سرگرمیوں) کے خاتمے کے لئے امریکی کوششوں میں معاونت کرے۔ جہادی تحریکوں پر پابندی لگائی جائے' مساجد و مدارس سے جہاد کا درس ختم کرکے سرکاری اسلام کا پرچار کیا جائے جو امریکہ کے لئے قابل قبول ہو۔

☆ پاکستان کو معاشی طور پر تباہ کرنے اور اسے استعمار کا باج گزار بنانے کے لئے اسے آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کی معاشی پالیسیوں کو اپنانے پر مجبور کیا جارہا ہے' اس معاشی پالیسی کے اہم نکات یہ ہیں کہ آزاد مارکیٹ اور آزاد تجارت کے اصولوں کو قبول کرلیا جائے۔ ملکی اثاثوں کو کوڑیوں کے دام فروخت کر دیا جائے (اس کا نام پرائیویٹائزیشن ہے) معاشی پالیسی پر سے حکومت کا کنٹرول ختم کر دیا جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ عالمی بینک کی آزاد معیشت کی پالیسیاں کسی بھی ملک کی معیشت کی تباہی کا سامان ہیں۔ لاطینی امریکہ اور افریقہ کے دسیوں ممالک میں ان پالیسیوں پر عمل کیا گیا اور اس کے ذریعہ پھلتی پھولتی معیشتوں کو تباہ کردیا گیا۔ عالمی بینک کی ان پالیسیوں پر عمل کرتے رہنے کا واحد مطلب معاشی خودکشی کا ارتکاب ہوگا جس کا واحد نتیجہ پاکستانی معیشت اور پاکستانی ریاست کی تباہی کی صورت میں منتج ہوگا۔

☆ شہری قوتوں کو مرکزی ریاست کے مقابلے میں کھڑا کر کے مرکزی ریاست کو کمزور کرنا۔ خدمات کی فراہمی کے سارے نظام کو مرکزی حکومت سے لے کر مقامی شہری حکومتوں کو سونپ دینا۔

☆ ڈبلیو ٹی او کے قوانین قبول کر کے ملٹی نیشنل کمپنیوں کو یہ حق دینا کہ وہ اندرونی ذرائع و سائل خدمات (Domestic Services Resources) کا بلاروک ٹوک استعمال کر سکیں۔

☆ ماحولیاتی قوانین کے نفاذ کے نام پر پانی' بجلی اور دوسری خدمات کا نظام ملٹی نیشنل کمپنیوں کے سپرد کر دیا جائے۔ مقامی حکومتیں سرمایہ داری اور استعمار کی آلہ کار بن جائیں۔

☆ لوگوں کو سرمایہ داری کا حلقہ بگوش بنانے کے لئے "غربت مکاؤ" پروگرام نما فلاحی ادارے بنائے جائیں۔

☆ گلوبلائزیشن اور لوکلائزیشن کے نام پر ریاست کی مرکزی شکست و ریخت کے اس سارے عمل کو ایک نئے آئین کے ذریعہ تحفظ فراہم کیا جائے جس کو بدلنے کا اختیار کسی کو حاصل نہ ہو۔

ہماری مرکزی ریاست کو کمزور کرنے کے یہ تازہ منصوبے کوئی نئے منصوبے نہیں ہیں۔ انیسویں صدی میں انگریز نے بالکل اسی طرز پر پہلے ہماری مرکزی ریاست کو کمزور اور بالآخر تباہ کیا تھا۔ انیسویں صدی کے نوابوں اور راجاؤں کی پالیسیوں اور راجواڑوں کو مغل سلطنت کے مقابلے میں لا کھڑا کیا گیا تھا اور اس طرح انتظامی اختیارات مرکزی ریاست سے ان راجواڑوں اور ریاستوں کو منتقل ہونے لگے تھے۔ اسی طرح انگریز نے مرکزی ریاست کی اعلیٰ سیاست یعنی خارجہ پالیسی' دفاعی اور معاشی پالیسی کو اپنے ہاتھ میں لے لیا تھا۔ ان دونوں ذرائع سے اختیارات اصل میں انگریز کو ہی منتقل ہو رہے تھے۔ تاریخ شاہد ہے کہ مرکزی ریاست سے اختیار چھین کر نوابوں کو بااختیار بنانے کی حکمت عملی کے ذریعے اصل اختیارات ریاستوں کو منتقل نہیں ہوئے بلکہ استعمار کو منتقل ہوئے ہیں۔ اسی طرح آج پاکستانی ریاست سے اختیارات چھین کر مقامی سطح پر منتقل کرنے سے مقامی حکومتیں مضبوط نہیں ہوں گی بلکہ یہ اختیارات اصل میں استعمار کو منتقل ہوں گے۔ جس کی بناء پر پاکستان کی ریاست استعمار کی مخالفت کرنے کے قابل نہیں رہے گی۔ (بشکریہ : ماہنامہ ساحل' کراچی)

KHALID TRADERS

IMPORTERS - INDENTORS - STOCKISTS & SUPPLIERS OF WIDE VARIETY OF BEARINGS, FROM SUPER - SMALL TO SUPER - LARGE

NATIONAL DISTRIBUTORS
NTN
BEARINGS

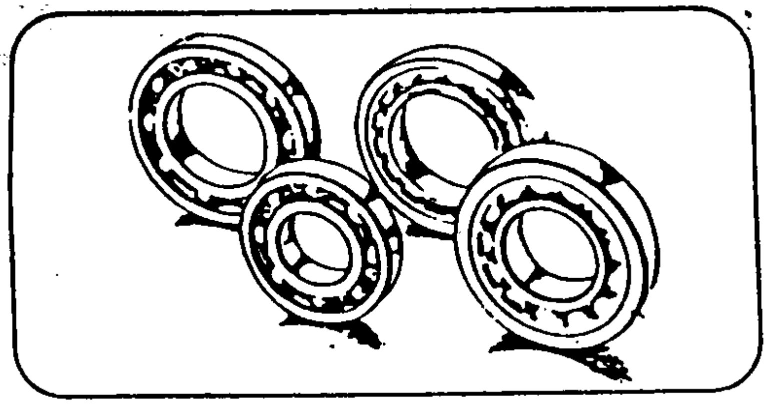

PLEASE CONTACT

Opp. K.M.C. Workshop, Nishtar Road, Karachi-74200, Pakistan.
G.P.O. Box #. 1178 Phones : 7732952 - 7730595 Fax : 7734776 - 7735883
E-mail : ktntn@poboxes.com

FOR AUTOMOTIVE BEARINGS : SIND BEARING AGENCY, 64 A-65 Manzoor Square Noman St. Plaza Quarters Karachi-74400(Pakistan)
Tel : 7723358-7721172

LAHORE : 5 - Shahsawar Market, Rehaman Gali No. 4, 53-Nishtar Road, Lahore-54000, Pakistan. Phones: 7639618,7639718,7639818, Fax: (42) : 763-9918

GUJRANWALA: 1-Haider Shopping Centre, Circular Road, Gujranwala Tel : 41790-210607

WE MOVE FAST TO KEEP YOU MOVING

تکلم بالقرآن

قرآنی ضرب الامثال اور محاوروں کو اپنی گفتگو کا حصہ بنائیے!

تحریر: پروفیسر ثریا بتول علوی

قرآن پاک کی زبان سے قریبی تعارف حاصل کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ مگر ہم اردو دان یہ سمجھتے ہیں کہ قرآن پاک چونکہ عربی زبان میں ہے اور عربی زبان تو بڑی مشکل ہے' اس لئے صرف علماء ہی قرآن کا مفہوم سمجھ سکتے ہیں۔ دوسری طرف ہمارے ہاں انگریزی زبان کا بڑا رواج ہے۔ اس کے بے شمار الفاظ اور محاورے اپنی گفتگو میں استعمال کرنا ترقی پسندی کی علامت سمجھا جاتا ہے۔

اگر ہم قرآن پاک سے قریب ہونے اور دوسروں کو قریب لانے کے لئے اس کے مفہوم و مطالب تک رسائی عام فہم بنانے کے لئے قرآنی الفاظ اور محاورے اپنی گفتگو میں عام استعمال کرنا شروع کر دیں تو یہ شاید قرآنی فکر کو عام کرنے کی ایک کامیاب کوشش بن سکے۔ اس طرح اپنی گفتگو کو قرآنی الفاظ سے مرصع و مزین کرنے سے قرآنی تعلیمات سے بے رغبتی اختیار کرنے کا انداز بھی ختم ہو سکتا ہے۔ یہ محاورے قرآن پاک میں کثیر تعداد میں موجود ہیں اور معمولی کوشش سے ہماری زبانوں پر رواں ہو سکتے ہیں۔

دوسری صدی ہجری کے امام حضرت عبداللہ بن مبارکؒ قرآن و حدیث اور فقہ و سیرت کے بہت بڑے عالم تھے' انہوں نے ایک روح پرور واقعہ بیان کیا ہے کہ دوران حج ان کی ملاقات ایک ایسی خاتون سے ہوئی جو ہر بات کا جواب قرآنی آیات کے ذریعے دیتی تھی۔ بعد میں اس کے بچوں نے حضرت عبداللہ کو بتایا کہ وہ گزشتہ چالیس سال سے اسی طرح قرآن ہی کے ذریعے گفتگو کرتی ہیں۔ اس نے کبھی لفظ آیاتِ کلام پاک کے سوا زبان سے نہیں نکالا۔ یہ پابندی انہوں نے اپنے اوپر اس لئے عائد کی ہے کہ زبان سے کوئی ایسی لفظ نہ نکل جائے جس کے لئے روزِ قیامت بازپرس ہو۔ اسی مناسبت سے قرآنی آیات پر مشتمل چند محاورے قارئین کی دلچسپی کے لئے پیش خدمت ہیں:

۱) ﴿بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ﴾ (القلم: ۲۷' الواقعہ: ۶۷)

"بلکہ ہم تو محروم رہ گئے"۔

موقع محل: اگر کوئی انسان سخت نقصان اٹھائے یا اس کی توقع کے برعکس مطلب حاصل ہو' تو اس موقع پر کہا جا سکتا ہے۔ قرآن پاک میں یہ محاورہ دو جگہ استعمال ہوا ہے۔

پس منظر: یمن میں ایک خدا ترس شخص تھا' وہ اپنے باغ کی پیداوار میں سے یتیموں مسکینوں کا حصہ رکھتا تھا اور ان میں باقاعدہ تقسیم کرتا تھا۔ اس لئے اللہ نے بھی اس کے باغ میں بہت برکت دے رکھی تھی۔ اس کے فوت ہونے پر اس کے لالچی بیٹوں نے فقیروں' مسکینوں سے بچنے کے لئے راتوں رات پھل کاٹنے کا فیصلہ کیا تا کہ وہ لوگ حسب معمول آئیں تو باغ کو خالی پائیں۔ ان کی اس بدنیتی کا یہ اثر ہوا کہ پھل کاٹنے سے پہلے ہی باغ جل کر بھسم ہو گیا۔ علی الصبح جب وہ اپنے خیال کے مطابق اس کا پھل کاٹنے چلے تو وہاں کچھ بھی نہ تھا۔ اس موقع پر انہوں نے کہا: ﴿بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ﴾

۲) ﴿هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِيْ وَبَيْنِكَ﴾ (الکھف: ۷۸)

"اب میرا تمہارا ساتھ ختم"۔

موقع محل: کچھ دیر شناسائی رہنے کے بعد جب جدائی کا موقع آئے تو یہ محاورہ بولا جا سکتا ہے۔

پس منظر: حضرت موسیٰ علیہ السلام و خضر کا قصہ سورۃ الکہف میں بیان ہوا ہے۔ جب حضرت موسیٰ نے تیسری بار خضر کے کام پر یہ سوال اٹھایا کہ تم نے بغیر مزدوری کے یہ گری ہوئی دیوار کیوں ٹھیک کر دی جب کہ ہمیں اس وقت بھوک کی وجہ سے معاوضہ کی سخت ضرورت تھی؟ اس وقت حضرت خضر نے کہا کہ تمہارے اپنے وعدہ کے مطابق حجت پوری ہو گئی۔ میرا اور تمہارا ساتھ مزید نہیں نبھ سکتا لہٰذا اب ہم ایک دوسرے سے جدا ہو رہے ہیں۔

۳) ﴿فَاقْضِ مَا اَنْتَ قَاضٍ اِنَّمَا تَقْضِىْ هٰذِهِ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا﴾ (طٰہ: ۷۲)

"تو جو کرنا چاہے کر لے۔ تو تو بس دنیاوی زندگی کا ہی خاتمہ کر سکتا ہے"۔

موقع محل: جب کوئی حاکم اپنے غیر شرعی حکم کی اطاعت پر مجبور کر رہا ہو۔

پس منظر: حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ پر آنے والے جادوگر اپنے وقت کے ماہر ترین جادوگر تھے۔ جب ان کا جادو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے بیکار ہوا تو انہیں یقین ہو گیا کہ حضرت موسیٰ اور ہارون دونوں اللہ کے سچے پیغمبر ہیں اور جادو کا ان سے کوئی واسطہ نہیں۔ وہ فی الفور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئے' فرعون نے جب اپنی چال ناکام ہوتے دیکھی تو انہیں شدید سزا کی دھمکیاں دینے لگا۔ اس موقع پر جادوگروں نے کہا تو زیادہ سے زیادہ ہماری جان ہی لے سکتا ہے' وہ لے لے۔ ہم اپنے رب پر ایمان لا چکے ہیں۔ اب ہم ہر تکلیف سہہ لیں گے مگر ایمان کا سودا نہیں کریں گے۔

۴) ﴿اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ﴾ (التین: ۸)

"کیا اللہ تعالیٰ سب سے بڑا حاکم نہیں ہے"۔

موقع محل: جب کوئی مسلمان شرعی احکام سے روگردانی کرنے لگے تو اس آیت کے ذریعہ اسے سمجھایا جا سکتا ہے کہ اللہ سب سے بڑا حاکم ہے۔ اس کی سزا سے ڈرتے ہوئے دنیوی اغراض اور رذائل فائدوں کو چھوڑ دو' ورنہ دنیا و آخرت میں نقصان اٹھانا پڑے گا۔

۵) ﴿اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ...﴾ (محمد: ۷)

"اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو وہ بھی تمہاری مدد کرے گا"۔

موقع محل: دین اسلام کی تبلیغ اور اشاعت کے کام پر ابھارنے اور ترغیب دلانے کے لئے یہ جملہ استعمال کیا جا سکتا ہے۔

تشریح: نماز' روزہ' زکوٰۃ اور حج جیسی عبادات ایک مسلمان اپنے اسلام کی تکمیل کے لئے انجام دیتا ہے۔ مگر دین کی تبلیغ کرنا' حکمت اور دانائی سے دوسروں کو اللہ کے دین کی طرف بلانا' ان کے سامنے راہ راست واضح کرنا اور اقامت دین کا کام سرانجام دینا اس کو اللہ رب العزت نے اپنی مدد قرار دیا ہے۔ اور جو بندے اس کے دین کی سربلندی و اشاعت کا کام کریں ان کو وہ اپنا رفیق و مددگار قرار دیتا ہے' اور پھر ان کو اپنی نصرت و حمایت کا یقین دلاتا ہے۔ یہ وہ بلند مقام ہے جس پر ہر مسلمان کی پہنچ ہو سکتی ہے کہ اس کو ہر وقت اپنے رب کی معیت' نصرت اور حمایت حاصل رہے۔ مراد یہ ہے کہ تم جب بھی دین کا کام کرو گے اللہ نہ صرف تمہاری مدد فرمائے گا بلکہ تمہیں ثابت قدمی بھی عطا فرمائے گا۔ اس طرح ایک زبردست خوشخبری سے نوازا گیا ہے۔

۶) ﴿وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا﴾ (العنکبوت: ۶۹)

"جو لوگ ہمارے راستہ میں مجاہدہ کریں گے انہیں ہم لازماً اپنے راستے دکھائیں گے"۔

موقع محل : کسی دینی کام کی ترغیب دلانے کے لئے' خصوصاً جب کہ داعی حالات سے مایوس ہو رہا ہو۔

تشریح : تبلیغ دین کا کام کرنے کے لئے کوئی لگے بندھے طریقے اور اصول تو نہیں ہیں' بلکہ ہر جگہ اور ماحول کے لحاظ سے الگ الگ منصوبہ بندی اختیار کرنا پڑتی ہے۔ حالات کے لحاظ سے مختلف حکمت عملی اختیار کرنا پڑتی ہے۔ اللہ تعالیٰ یقین دلا رہا ہے کہ اشاعت دین کے لئے حالات و ماحول کے لحاظ سے تم جو بھی حکمت عملی وضع کرو' تمہیں ہماری رہنمائی' مدد اور حمایت و نصرت حاصل ہو کر رہے گی۔ بندے کا کام اپنی صلاحیتوں اور دلچسپیوں کو اللہ کے دین کو پھیلانے کے لئے وقف کرنا اور بھرپور تگ و دو کرنا ہے۔ پھر غیب سے اللہ تعالیٰ اس کی رہنمائی کرے گا اور کامیابی کے دروازے کھول دے گا۔

۷) ﴿لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ۝﴾ (الکفرون : ۶)

"تمہارے لئے تمہارا دین ہے اور میرے لئے میرا دین"۔

موقع محل : جب مخاطب اپنی غلط بات پر اڑ جائے اور باوجود سمجھانے کے وہ سمجھنے پر تیار نہ ہو' ایسے مواقع پر یہ قرآنی جملہ کہا جا سکتا ہے۔ اسی مفہوم میں درج ذیل جملے بھی کہے جا سکتے ہیں۔

﴿لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ﴾ (البقرۃ : ۱۳۹)

"ہمارے لئے ہمارے اعمال ہیں اور تمہارے لئے تمہارے اعمال"۔ یا

﴿صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ۝﴾ (البقرۃ : ۱۸)

"بہرے ہیں' گونگے ہیں' اندھے ہیں' اب یہ نہیں پلٹیں گے"۔

۸) ﴿اِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ﴾ (عنکبوت : ۴۱)

"بے شک سب گھروں سے کمزور گھر مکڑی کا ہوتا ہے"۔

موقع محل : کسی دلیل کی کمزوری اور بودا پن ثابت کرنے کے موقع پر یہ جملہ بولا جا سکتا ہے۔ مکڑی کا گھر بہت کمزور ہوتا ہے' ایک انگلی کی چوٹ بھی برداشت نہیں کر سکتا' بعینہٖ یہ دلیل بھی انتہائی کمزور ہے۔ ہوا میں تحلیل ہو کر رہ جائے گی۔

۹) ﴿اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ...﴾ (محمد : ۲۴)

"کیا یہ قرآن پر غور و فکر نہیں کرتے"۔

قرآن پاک اللہ کا کلام ہے جو بنی نوع انسان کی ہدایت و رہنمائی کے لئے نازل ہوا۔ جب تعلیم یافتہ طبقہ نام نہاد مغربی فلسفیوں اور تہذیب و فکر سے مرعوب نظر آئے تو ایسے موقعہ پہ دلسوزی سے یہ آیت سنائی اور سمجھائی جا سکتی ہے۔ (جاری ہے)

خبر نامہ اسلامی امارت افغانستان

ضرب مؤمن' ۷ تا ۱۳ جولائی ۲۰۰۰ء

حضرت امیر المومنین کے فرمان پر ہرات سینٹرل جیل سے ۴۶ قیدی رہا

امیر المومنین ملا عمر کے فرمان کے تحت صوبہ ہرات کی سنٹرل جیل سے ۴۶ قیدیوں کو رہا کر دیا گیا۔ اس غرض سے ایک اجتماع کا انعقاد کیا گیا جس میں امارت اسلامیہ کے اعلیٰ حکام نے امارت کی پالیسی پر بیان کیا۔ قیدیوں نے رہائی کے موقع پر اپنے رد عمل کا اظہار کرتے ہوئے امارت اسلامیہ کی پالیسیوں کو سراہا اور عہد کیا کہ مستقبل میں نہ صرف جرائم سے توبہ کریں گے بلکہ معاشرے میں بھلائی پھیلانے کے لئے سرگرم رہیں گے۔

افغان سپریم کورٹ ۲۰ دن اور ہائی کورٹ ایک ماہ میں فیصلہ سنانے کی پابند

بیس سالہ جنگ و جدل کا خاتمہ' پورے ملک میں قیام امن اور شریعت کا نفاذ افغان عوام کا دیرینہ مطالبہ تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ تنازعات کا فوری حل بھی افغان عوام کی معاشرتی زندگی کی ایک اہم ضرورت تھی۔ اسی وجہ سے امارت اسلامیہ نے افغان عوام کی دیرینہ خواہش کی تکمیل کرتے ہوئے ملک میں شرعی اصولوں پر مبنی عادلانہ نظام قائم کر دیا ہے۔ ان خیالات کا اظہار صوبہ ننگرہار کے ہائی کورٹ کے سربراہ مولانا محمد فاضل عتیق نے کیا کہ امیر المومنین کا فرمان ہے کہ عدلیہ کے ابتدائی محکمہ میں جو تنازعہ داخل ہوا اس کا دو ماہ کے اندر فیصلہ ہونا چاہئے اور اگر ہائی کورٹ میں داخل ہو تو ایک ماہ میں جبکہ سپریم کورٹ میں بیس دن میں فیصلہ سنانے کی پابند ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ زیادہ سے زیادہ مدت ہے ورنہ ہمارے نظام میں اس کی کئی مثالیں موجود ہیں کہ مقدمات کا فیصلہ دنوں کی بجائے گھنٹوں میں سنایا گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ عوام کی سہولت کے لئے ضلعی سطحوں پر عدلیہ کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔ صوبہ ننگرہار کے ۲۳ ضلعوں میں ابتدائی محکمے قائم کئے جا چکے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ بہت ہی کم ایسا ہوا ہے کہ ابتداء ہی سے ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ میں مقدمات داخل کئے جائیں۔ تمام عدالتیں حضرت امیر المومنین کے فرمان کے مطابق کسی کے زیر اثر نہیں۔ کسی شخص کو ابتدائی عدلیہ پر اطمینان نہیں تو وہ بغیر کسی مشاہرہ کے ہائی کورٹ یا سپریم کورٹ میں اپیل کر سکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے رشوت کے سدباب کے لئے قاضی صاحبان کے وظائف انتہائی معقول مقرر کئے ہیں تاکہ وہ اس برائی کی طرف رغبت بھی نہ کر سکیں۔

بقیہ : منبر و محراب

بجائے معاف کئے جائیں' درست سمت میں اٹھایا گیا ایک قدم ہے۔

حکومت نے کشمیر' طالبان اور نیوکلیئر پروگرام کے بارے میں بھی دلیرانہ' پراعتماد اور مضبوط موقف اختیار کیا ہے جو پاکستان کی سلامتی اور بقاء کا تقاضا اور عوام کے دل کی آواز ہے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ تشویشناک حد تک بڑھتی ہوئی مہنگائی کے باوجود عوام تاحال حکومت کے خلاف کسی تحریک میں شامل ہونے پر آمادہ نظر نہیں آتے۔ تاہم ایک پہلو نہایت تشویشناک ہے کہ نفاذ شریعت کی طرف حکومت کی کوئی توجہ نہیں ہے' حالانکہ پاکستان کے قیام اور بقا کی بنیاد اسلام کے سوا کوئی نہیں۔ لسانی اور علاقائی عصبیتوں کا خاتمہ صرف اسلام کی بدولت ممکن ہے۔ اگر اس رخ پر پیش قدمی نہ کی گئی تو فوجی حکومت کی جزوی اصلاحات غیر موثر ہو کر رہ جائیں گی اور ملکی بقا اور سالمیت خطرے میں پڑ جائے گی۔ نفاذ شریعت کی طرف اگر مثبت پیش رفت نہ کی گئی تو اس بات کا خدشہ بھی موجود ہے کہ ہماری پختون بیلٹ کٹ کر افغانستان میں شامل ہو جائے۔ دوسرا تشویشناک پہلو یہ ہے کہ جمعہ کی چھٹی کا اعلان ہونے والا تھا مگر یہ اعلان بوجوہ روک دیا گیا۔ اس طرح ایئر فورس میں ایک نوٹیفکیشن جاری کیا گیا ہے کہ آفیسر کیڈر میں کسی داڑھی والے نوجوان کو نہ لیا جائے۔ اگر یہ سب کچھ امریکہ کی خوشنودی اور مغرب کے دباؤ پر کیا جا رہا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ حکومت دنیا کے سامنے اسلام کے حوالے سے اپنی شناخت نہیں کروانا چاہتی۔ اگر ایسا ہے تو پھر حکومت کے بحالی معیشت' سیاست کی صفائی اور احتساب کے پروگرام پیچ ورک سے زیادہ کوئی اہمیت نہیں رکھتے۔ پاکستان کے اصل مرض' فرقہ واریت' صوبائیت پرستی' اور لسانی تفریق کا علاج اسلام کے بغیر ناممکن ہے۔ لہٰذا حکومت اگر اسلام کی طرف پیش رفت کرتی ہے تو اسے دوسرے شعبوں میں بھی کامیابی نصیب ہوگی ورنہ خاکم بدہن اگر ملک ہی نہ رہا تو اس کے یہ پروگرام کس کے کام آئیں گے۔

انتقال پر ملال

رفیق تنظیم اسلامی کراچی ضلع شرقی نمبر ۳ محترم محمد ریحان صاحب کی والدہ رحلت فرما گئی ہیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون رفقاء سے مرحومہ کے لئے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

کاروانِ خلافت منزل بہ منزل

تنظیم اسلامی حلقہ بالائی سندھ کے امیر کا دعوتی دورہ

امیر حلقہ بالائی سندھ جناب غلام محمد سومرو گزشتہ جمعہ کو تنظیم کے ایک رفیق جناب فضل اللہ مہیسر کی دعوت پر ان کے آبائی گاؤں ملا علی مہیسر تحصیل پنو عاقل تشریف لائے۔ اس علاقے میں اس سے قبل تنظیمی کام بالکل نہیں ہوا تھا' حتیٰ کہ تنظیم کا تعارف بھی نہیں تھا۔

خطاب جمعہ سے قبل یہاں گوٹھ کے معزز افراد سے جناب الحاج کرم الٰہی خان مہیسر کے گھر پر ایک تنظیمی دعوت کی نشست ہوئی اور لٹریچر بھی تقسیم کیا گیا۔ لوگوں نے اس پروگرام کو پسند کیا۔ غلام محمد سومرو امیر حلقہ سندھ نے بعدازاں گوٹھ کی جامع مسجد میں خطاب فرمایا اور مطالبات دین پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ مجمع کافی تھا' نماز کے بعد شرکاء کو کھانا کھلایا گیا۔ یہ کھانا میزبان فضل اللہ کی جانب سے تھا اور ان کی بیٹھک میں بھی نماز جمعہ کے بعد جناب امیر نے تنظیمی پروگرام پیش کیا جس میں بعض حفاظ اور جمعیت علمائے اسلام (فضل الرحمن گروپ) کے بعض کارکن بھی شریک ہوئے۔ پروگرام اپنی نوعیت کے لحاظ سے بہت اچھا اور کامیاب رہا۔ یہاں کے لوگوں نے امیر حلقہ بالائی سندھ سے ایک مرتبہ اور آنے کی درخواست کی۔ بعد میں چیدہ چیدہ افراد میں لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ قوی امید ہے کہ آئندہ تنظیمی پروگرام میں توسیع ہوگی۔

(رپورٹ : فضل اللہ مہیسر)

انجمن خدام القرآن ملتان کے زیراہتمام ۲۵ روزہ قرآنی تربیت گاہ کی روداد

مورخہ ۱۱جون تا ۴ جولائی انجمن خدام القرآن ملتان کے زیراہتمام ایک ۲۵ روزہ قرآن تربیت گاہ کا انعقاد ہوا۔ اس پروگرام کی تشہیر کے لئے اخبارات اور (Hand Bills) کا سہارا لیا گیا۔ اس تربیت گاہ میں درس حدیث' مطالعہ قرآن مجید' بنیادی عربی گرامر' اقبالیات اور تجوید کے مضامین پڑھائے گئے۔ تدریس کے فرائض بالترتیب راقم الحروف' ڈاکٹر محمد طاہر خاکوانی' ڈاکٹر محمد اسلم انصاری اور قاری محمد عثمان صاحب نے ادا کئے۔ کلاس کا دورانیہ ۸ تا ۱۲ بجے دوپہر تھا اور ۲۰ منٹ کا وقفہ ہوتا تھا۔ جس میں طلباء کو چائے پیش کی جاتی تھی۔ ۱۵ حضرات نے باقاعدگی سے شرکت کی۔ جزوی شرکت اس کے علاوہ تھی۔ اس تربیت گاہ میں طلباء کے اخلاق سنوارنے کے لئے ان میں دنیا کی حقیقت' آخرت میں جواب دہی کا احساس اور اسلامی انقلاب کے طریق کار کے بارے میں احادیث کا انتخاب کیا گیا تھا۔

مطالعہ قرآن مجید میں منتخب نصاب کے حوالے سے ایک بندہ مسلم کے ایمان' عمل صالح' تواصی بالحق اور تواصی بالصبر' انبیاء کا مقصد اور ایک بندہ مسلم کے لئے دینی اور اخلاقی ذمہ داریوں کو واضح کیا گیا کہ قرآن مجید کا مطلوب بندہ مومن کون ہے؟ اس کے علاوہ قرآن مجید کو سمجھنے کے لئے کتنی عربی لازمی ہے کہ ایک عام قاری جب اس کتاب ہدایت کی تلاوت کرے تو وہ سمجھ سکے کہ وہ کیا پڑھ رہا ہے۔ نوجوانوں میں علامہ محمد اقبال کے فکر کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لئے بعض منتخب نظمیں شامل تھیں۔ جن میں شکوہ' جواب شکوہ' ابلیس کی مجلس شوریٰ' طلوع اسلام وغیرہ پڑھائی گئیں جس کی ذمہ داری شہر ملتان کے مایہ ناز پروفیسر ڈاکٹر محمد اسلم انصاری صاحب نے نبھائی۔ قرآن مجید کی صحیح تلاوت کے لئے تجوید بھی پڑھائی گئی۔

آخر میں طلباء کا امتحان بھی ہوا۔ جس میں نمایاں پوزیشن لینے والے طلباء میں انعامات تقسیم کئے گئے۔ اختتامی تقریب میں پوزیشن حاصل کرنے والوں نے اظہار خیال کیا۔ مہمان خصوصی جناب ڈاکٹر محمد اسلم انصاری صاحب نے بڑے ہی جامع اور پرتاثیر کلمات میں قرآن مجید کی اہمیت کو واضح کیا۔ آخر میں تمام طلباء کی مشروبات سے تواضع کی گئی۔ ان میں ایک صاحب انجمن خدام القرآن کے ممبر بنے اور دو طلباء تنظیم اسلامی کے کارواں میں شریک ہوئے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ دین کی ادنیٰ سی کاوش کو قبول فرمائے۔ آمین

ایک طالب علم کے تاثرات :

میرا نام محمد احمد ہے۔ PAF اکیڈمی رسالپور میں انجینئرنگ میں سال دوم کا طالب علم ہوں۔ میں ایک ماہ کی چھٹی پر گھر آیا تھا کہ نظر سے اس تربیت گاہ کا اشتہار گزرا۔ میں دوسرے دن شمولیت کا ارادہ لے کر اکیڈمی پہنچ گیا اور کلاس کا طالب علم بنا۔

قرآن اکیڈمی تو ایک کنویں کی مانند ہے اور کنویں کا مقصد لوگوں کی پیاس بجھانا اور عوام میں خوشحالی لانا ہوتی ہے۔ کنواں کبھی بند نہیں ہوتا۔ میں نے یہاں سے جو کچھ سیکھا ہے ان کو میں ان الفاظوں میں سمیٹ نہیں سکتا۔ میری شدید خواہش ہے آج ایک کلاس ختم ہو رہی ہے تو کل سے دوسری تربیت گاہ کا آغاز کر دیا جائے۔ میں تمام اساتذہ کرام شہباز نور' ڈاکٹر محمد طاہر خاکوانی' ڈاکٹر محمد اسلم انصاری اور قاری محمد عثمان صاحب کا تہہ دل سے شکرگزار ہوں جنہوں نے آج کل کے دور میں ایسی تربیت گاہ کا انعقاد کیا۔ علماء کرام انبیاء کے وارث ہوتے ہیں حالات کی سختی کتنی کیوں نہ ہو' مشکلات اور مسائل ان کا راستہ نہیں روک سکتے۔ اللہ تعالیٰ سے میری دعا ہے کہ وہ اس اکیڈمی کو آباد کرے۔ اس کے ساتھ میں تنظیم اسلامی میں بھی شرکت کا اعلان کرتا ہوں۔ (رپورٹ : شہباز نور)

تنظیم اسلامی خیرپور کی دعوتی سرگرمیاں

تنظیم اسلامی میرپور آزاد کشمیر اپنے امیر جناب سید محمد آزاد صاحب کی قیادت میں وقتاً فوقتاً دعوتی اجتماعات منعقد کرتی رہتی ہے۔ اس سلسلے میں عموماً دوسری مساجد میں جا کر دروسِ قرآن کے پروگرام منعقد کئے جاتے ہیں۔ ایسا ہی ایک پروگرام ۲ جولائی ۲۰۰۰ء کو معصوم پور کی مقامی مسجد میں منعقد ہوا۔ مقامی رفقاء کا قافلہ جو کہ سات رفقاء پر مشتمل تھا اپنے امیر کی قیادت میں بذریعہ جیپ قبل از عصر روانہ ہوا۔ رفقاء جب مسجد میں پہنچے تو جماعت کھڑی ہو چکی تھی۔ نماز عصر باجماعت ادا کرنے کے بعد جناب سید محمد آزاد صاحب نے سورۂ توبہ کی آیات نمبر ۷۵ تا ۷۷ تلاوت کیں اور ان کی روشنی میں انفاق فی سبیل اللہ کی غرض و غایت پر زور دیا۔ موصوف نے نہایت آسان' عام فہم اور دلنشین انداز میں ثعلبہ کا واقعہ بیان کیا کہ جس نے حضور ﷺ سے مال میں اضافہ کی دعا کی تھی لیکن جب مال آیا تو وہ خدا کو بھول گیا۔ موصوف نے اس چیز پر زور دیا کہ ہمیں قرآن کو سمجھنا ہو گا تاکہ ہمیں پتہ چل جائے کہ ہمارے مال کا مقصد کیا ہے۔ اس کے اصل حقدار کون لوگ ہیں ورنہ معاشرے کا دستور اور رواج ہمیں تباہ و برباد کر دے گا۔

درسِ قرآن کی خاص بات یہ تھی کہ نماز کے اختتام پر کوئی نمازی بھی مسجد سے باہر نہیں گیا اور تمام نمازیوں نے انتہائی دلچسپی اور لگن سے درس سنا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ خطیب مسجد بھی آخر دم تک انتہائی توجہ سے درس سنتے رہے۔ دوران درس تاخیر سے آنے والے نمازی بھی شریک درس ہوتے گئے اس طرح یہ تعداد ۲۱ تک جا پہنچی جبکہ درس کے آغاز میں تعداد کل ۱۷ تھی۔ ۷ رفقاء کو ملا کر مجموعی طور پر ۲۸ حضرات اس ایمان افروز درس سے مستفید ہوئے۔

درس کے اختتام پر تمام نمازی حضرات بالخصوص خطیب صاحب نے انتہائی پرجوش انداز میں مقامی امیر سے مصافحہ کیا اور درس کی تعریف کی۔ اللہ تعالیٰ محمد زاہد صاحب کو اجر دے جنہوں نے درس کی دعوت دی اور پھر بھرپور تواضع بھی کی۔ یہ قافلہ مغرب سے پہلے واپس آ گیا۔ محمود اختر صاحب کو خدا اجر دے جنہوں نے رفقاء کے لئے ذاتی جیپ کی سروس فری مہیا کی۔ (مرتب : محمد رفیق چوہدری)

ضرورت رشتہ

رفیقہ تنظیم اسلامی' ارائیں' عمر 23 سال' تعلیم بی اے مزید آگے پڑھنے کی خواہشمند' قرآن حکیم کی فکری و عملی راہنمائی کورس اور ترجمۂ قرآن کورس کئے ہوئے' خوش شکل' صوم و صلوۃ کی پابند' گھریلو کام کاج' کڑھائی سلائی' امور خانہ داری میں ماہر کیلئے مہذب' ارائیں' اعلیٰ تعلیم یافتہ' برسرروزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

رابطہ فون : (0462)526100

انجمن خدام القرآن کے زیر اہتمام
دوسری پچیس روزہ قرآنی تربیت گاہ

انجمن خدام القرآن جھنگ دعوت رجوع الی القرآن اور تعلم و تعلیم قرآن کے لئے وقتاً فوقتاً پروگرام منعقد کرتی ہے۔ الحمد للہ شہر جھنگ میں صدر انجمن محترم انجینئر مختار حسین فاروقی صاحب کے سترہ مقامات پر درس قرآن ہوتے ہیں۔ رمضان المبارک میں دورۂ ترجمہ قرآن ماہ' اپریل میں میٹرک سے فارغ طلباء کے لئے چار روزہ تربیت گاہ اور عربی کلاسز منعقد کی جاتی ہیں۔ الحمد للہ آج کل ہفتہ میں چار دن مقامی شوگر ملز میں عربی کلاس منعقد ہو رہی ہے۔ جہاں ملازمین کے علاوہ اعلیٰ افسران بھی شرکت کر رہے ہیں۔ اسی طرح ایک پروگرام "۲۵ روزہ قرآنی تربیت گاہ" بھی مورخہ ۱۷ جون تا ۹ جولائی گورنمنٹ اسلامیہ ہائی سکول میں منعقد ہوا۔

اس پروگرام کی افتتاحی تقریب کے مہمان خصوصی "فنا فی القرآن" محترم ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ تھے۔ آپ نے اپنے خطاب میں قرآن حکیم کی عظمت' فہم القرآن کی اہمیت اور حالات حاضرہ میں مسلمانوں کے فرائض کے موضوع پر روشنی ڈالی۔ حاضرین کی تعداد سو افراد سے زائد تھی۔

ہفتہ ۱۷ جون سے کلاس کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ محترم فاروقی صاحب نے امسال بھی مطالعہ قرآن حکیم' آسان عربی گرائمر' تاریخ اسلام' اقبالیات اور مطالعہ حدیث یعنی روزانہ پانچ پریڈ خود پڑھائے۔ کلاس روزانہ آٹھ بجے سے ساڑھے گیارہ بجے تک منعقد ہوتی رہی۔

منگل ۳ جولائی کو محترم رحمت اللہ بٹر صاحب "بندگی رب اور عبادت" کے موضوع پر سیر حاصل گفتگو کی جس کو شرکاء کلاس اور مہمانوں نے اپنے تاثرات میں بیان کیا کہ اس موضوع پر ہم نے پہلی دفعہ گفتگو سنی ہے۔

اس کلاس میں ۱۵ شرکاء باقاعدگی سے شریک رہے۔ اساتذہ اور طلباء کے علاوہ تاجر حضرات نے بھی کورس میں دلچسپی لی دفتری حضرات اتوار کو تشریف لاتے رہے۔

۹ جولائی ۲۰۰۰ء بروز اتوار کو صبح ۹ بجے تربیت گاہ کی اختتامی تقریب منعقد ہوئی۔ اختتامی تقریب کے مہمان خصوصی پروفیسر خلیل الرحمٰن پرنسپل گورنمنٹ کالج ٹوبہ تھے۔ محترم فاروقی صاحب تعلم و تعلیم القرآن کی اہمیت کے موضوع پر حاضرین مجلس سے مخاطب ہوئے۔

شرکاء تربیت گاہ میں سے پانچ حضرات نے تربیت گاہ سے جو فائدہ حاصل کیا ہے۔ انہوں نے اپنے تاثرات بیان کئے جن میں پروفیسر غلام سرور صاحب' پروفیسر محمد منظور صاحب' رحیم صدیقی صاحب' ممتاز حسین صاحب اور ظفر اقبال ظفر صاحب نے حاضرین مجلس کو اس تربیت گاہ کی اہمیت' ضرورت اور افادیت کے بارے میں آگاہ کیا اور حاضرین سے کہا کہ وہ بھی اگلے سال شرکت کریں۔

بعد ازاں مہمان خصوصی پروفیسر خلیل الرحمٰن صاحب نے پندرہ شرکاء میں انعامات اور اسناد تقسیم کیں۔ جزو وقتی شرکاء کو صرف انعامات دیئے گئے اور بعض مہمان حضرات کو کلاس میں پڑھائے گئے تمام مضامین کے مکمل نوٹس کی فائل بھی دی گئی۔

جناب مہمان خصوصی نے بعد ازاں اپنی تقریر میں قرآن فہمی کی اہمیت تقاضے اور حقوق پر پر مغز باتیں کیں۔

اس تقریب کی صدارت کے لئے دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک سے فارغ التحصیل ممتاز عالم دین مولانا فضل الرحمٰن عرفانی مدظلہ کو بلوایا گیا تھا۔ آپ نے اپنے صدارتی خطبہ میں علم کی اہمیت قرآنی علوم حاصل کرنے کی فضیلت اور دور حاضر میں اس کی ضرورت پر گفتگو کی۔ آپ نے اپنے خطبہ صدارت میں نوجوان نسل کو قرآن حکیم کے مطالعہ اور عربی زبان سیکھنے پر زور دیا۔ بعد ازاں مولانا عرفانی صاحب کی دعا سے یہ تقریب سعید اختتام پذیر ہوئی۔ اختتامی تقریب میں ۷۰ سے زائد افراد نے شرکت کی۔

(رپورٹ : محمد انور سعید)

تالے میرے نام

محترم جناب عاکف سعید صاحب
السلام علیکم و رحمۃ اللہ

خیریت کے ساتھ آپ سب کی خیریت نیک چاہتا ہوں۔ میں یہاں سعودی حکومت کی ایک کارپوریشن کے مطالبے پر مئی کے آخری عشرہ میں یہاں آیا تھا یہاں بحر اسود کے کنارے ہم پینے کا پانی اور بجلی پیدا کر رہے ہیں۔ یہاں سے میدان جنگ بدر تقریباً ۴۰ کلومیٹر ہے اور مدینہ شہر تقریباً ۱۷۰ کلومیٹر ہے ہم بجلی اور پانی مدینہ شہر اور بدر قصبہ کو مہیا کر رہے ہیں۔ اب یہاں سعودی حکومت میں بھی کافی تبدیلی آ چکی ہے ڈش انٹینا بہت عام ہے جس کی وجہ سے اخلاقی گراوٹ بڑھ گئی ہے۔ یہاں کے دین دار علماء بھی اب صرف فضائل اعمال بتانے پر اکتفا کرتے ہیں۔ نہی عن المنکر کتابوں میں تو نظر آتا ہے مگر معاشرہ میں باہم نظر نہیں آتا یہاں جمعہ کے خطبہ اور علماء سے ملنے کے بعد مجھے ان سے کافی مایوسی ہوئی ہے اور تنظیم اسلامی کی فکر اور دعوت سے محبت میں مزید اضافہ ہوا ہے کہ ہم جو کام کر رہے ہیں نہایت اہم ہے اور نبی اکرم ﷺ کے عظیم مشن کی تکمیل کی کوشش کا مظہر ہے۔

والسلام
سہیل خورشید
ینبوع' سعودی عرب

Affiliated with : Board of Intermediate & Secondary Education

Recognised

قرآن کالج
آف آرٹس اینڈ سائنس

191۔ اتاترک بلاک' نیو گارڈن ٹاؤن لاہور فون: 5833637 فیکس: 5834000

عصری ضرورتوں اور دینی تقاضوں کے مطابق ایک مثالی درس گاہ

Regular Classes for
I.CS/I.Com./F.A (Arts and Gen.Sc) / B.A

Last date for Application : Aug 4, 2000
Interview : Aug. 5, 2000 at 9.00 am

☆ غیر تجارتی بنیادوں پر قائم واحد ادارہ ☆ جدید سہولتوں سے آراستہ وسیع و عریض بلڈنگ ☆ جدید ترین لیب میں کمپیوٹر کی لازمی تعلیم ☆ ماہر اور تجربہ کار فیکلٹی ☆ ہاسٹل کی سہولت ☆ تعلیمات قرآنی اور عربی گرامر کی اضافی تدریس

K-433 ماڈل ٹاؤن میں طالبات کے لئے قائم کردہ معیاری درسگاہ
قرآن کالج فار گرلز میں بھی FA سالِ اول میں
داخلے جاری ہیں' رابطہ ناظم کالج (فون: 03-5868501)

ڈاکٹر اسرار احمد